# تبلیغِ اسلام اور اشاعتِ قرآن کا ایک عظیم منصوبہ
# ’’صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم فروری ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے جماعت احمدیہ کے سامنے اشاعتِ اسلام کا ایک منصوبہ رکھا تھا۔ اس منصوبہ کی معیاد قریباً سولہ سال بنتی ہے۔ آج سے پندرہ سال اور دو مہینے کے بعد جماعت احمدیہ جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کو ساری دُنیا میں غالب کرنے کے لئے رکھی گئی تھی، اپنی زندگی کی دوسری صدی میں داخل ہو رہی ہوگی۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ سو سال گذرنے پر ہم خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے صد سالہ (اُس وقت میں نے نام لیا تھا) جشن منائیں گے اور اس سولہ سال کے عرصہ میں یہ بات بھی ہمارے مدِ نظر رہے گی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پہلی صدی کی بُنیادوں کو مضبوط کریں اور دوسری صدی کے استقبال کے لئے حالات کو سازگار بنانے کی کوشش کریں۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ اس تحریک کا تعلق ہے، پہلی صدی زیادہ تر اس کی بُنیادوں کو بنانے اور مضبوط کرنے پر خرچ ہوئی ہے اور ہوگی لیکن دوسری صدی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بشارتیں دی ہیں حضرت نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے بابرکت، مقدس، ارفع اعلیٰ اور افضل وجود کے ذریعہ اور پھر صُلحائے اُمّت کے ذریعہ جو بشارتیں ملی ہیں اور اب اس زمانے میں حضرت مہدیٔ معہود علیہ السلام کے ذریعہ جو بشارتیں ملی ہیں اُن سے

استدلال کرتے ہوئے مجھے یہ نظر آ رہا ہے کہ ہماری جماعت کی ’’دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہوگی‘‘ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہماری زندگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زندگی میں دوسری صدی میں اسلام قریباً ساری دُنیا میں غالب آ جائے گا اور پھر جو تھوڑا بہت کام رہ جائے گا جماعت کو اسے شاید تیسری صدی میں کرنا پڑے۔

پس جماعتِ احمدیہ کی بُنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے اور صد سالہ زندگی گذارنے پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جُھکتے ہوئے پختہ عزم کے ساتھ یہ منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ اِس منصُوبے کی بہت سی شقیں ہیں۔ میں نے جلسہ سالانہ کی تقریر میں بتایا تھا کہ میں اس کی تفاصیل جماعت کی مجلسِ شوریٰ کے سامنے رکھوں گا۔ میں نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس وقت تو میں صد سالہ جشن کے نام سے اِس منصوبہ کے متعلق بات کروں گا بعد میں مشورہ کر کے اس کا جو نام مناسب ہوگا اس کا اعلان کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اب مشورہ کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کا نام صد سالہ احمدیہ جوبلی ہوگا۔ صد سالہ احمدیہ جوبلی اُس حصہ کا نام ہوگا جس کو میں نے جشن کہا تھا اور اس کے لئے میں نے جماعت کے سامنے جو منصوبہ پیش کیا تھا اس کو ہم صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کہیں گے اور اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے میں نے مالی قربانیوں کی جو تحریک کی تھی اسے ہم صد سالہ جوبلی فنڈ کا نام دیں گے۔ اس منصوبہ کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے میں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر دو کروڑ پچاس لاکھ روپے کی تحریک کی تھی۔ ساتھ ہی میں نے اس بات کا بھی اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر اُمید رکھتے ہوئے اگرچہ میں یہ تحریک اڑھائی کروڑ روپے کی کر رہا ہوں لیکن یہ رقم پانچ کروڑ روپے تک پہنچ جائے گی۔ میں نے اُس وقت یہ کہا تھا کہ دوست اپنے وعدے مجلس مشاورت سے قبل بھجوا دیں۔ پھر میں نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ رقوم میرے پاس نہ بھجوائیں کیونکہ اس سے میرا وقت ضائع ہوتا ہے۔ رقوم خزانہ صدر انجمن میں جانی چاہئیں اور وعدے میرے پاس آنے چاہئیں کیونکہ اس سے وعدہ کرنے والوں کے لئے دعا کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے اپنی رحمتوں سے نوازتا ہے لیکن ہم عاجز بندوں کا یہ فرض ہے کہ اس کے حضور دعاؤں میں مشغول رہیں اور اُس کی رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کریں۔ مجلس مشاورت میں تو ابھی قریباً دو مہینے کا

عرصہ باقی ہے اور ابھی بہت سی پاکستانی جماعتوں کے وعدے نہیں آئے مثلاً شیخوپورہ کی طرف سے سوائے انفرادی یا ایک جماعت کے اجتماعی وعدوں کے ضلع کی طرف سے جماعتی وعدے ابھی تک نہیں پہنچے۔ اسی طرح سرگودھا شہر کا وعدہ پہنچ گیا ہے لیکن ضلع کا وعدہ نہیں پہنچا۔ پاکستان کے اور بھی بہت سے علاقے ہیں جہاں ہماری جماعتیں قائم ہیں لیکن ان کے وعدے ابھی تک نہیں پہنچے۔ بہت سے ایسے اضلاع ہیں جنہوں نے اس تحریک میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ اُنکی پہلی قسط ہے اور یہ اُن کی طرف سے دوسری قسط ہے یا یہ اُن کی تیسری قسط ہے۔ اسکے علاوہ وہ اور اقساط بھی بھجوائیں گے۔

پس جہاں تک جماعتہائے احمدیہ پاکستان کا تعلق ہے، بہت سی جماعتوں کی طرف سے ابھی تک وعدے موصول نہیں ہوئے تاہم وہ اس سلسلہ میں کام کر رہے ہیں۔ مشاورت سے پہلے پہلے وہ اپنے وعدے ضرور بھجوادیں گے۔ جہاں تک بیرونِ پاکستان کی احمدی جماعتوں کا تعلق ہے، انگلستان میں ہمارے مبلغ یہاں موجود تھے۔ انہوں نے جلسہ سالانہ کے موقع پر جو وعدہ کیا تھا، اسکے ساتھ جب میں نے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا وعدہ بھی ملا دیا تو یہ ایک کروڑ روپے کا وعدہ بنتا تھا۔ ہمارے مبشر نے ہمیں اِس کی یہیں اطلاع دے دی تھی لیکن جب وہاں کی جماعت کو معلوم ہوا تو وہاں کی جماعت کی مجلس عاملہ نے اپنی میٹنگ میں بھی یہی وعدہ کیا اور مجھے بذریعہ تار اطلاع دی۔ اس کے علاوہ ڈنمارک کی جماعت کے سارے تو نہیں لیکن بہت سے وعدے ہمیں مل گئے ہیں۔ گویا بیرونی جماعتوں میں سے اب تک ہمیں صرف ان دو ممالک سے وعدے موصول ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ وہ احمدی دوست جو دیگر ملکوں میں بستے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ اِس جماعت کی مالی تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں یا جن ممالک کی طرف سے مثلاً نصرت جہاں ریزروفنڈ میں وعدے آئے تھے وہاں سے ابھی تک وعدے نہیں آئے جیسا کہ میں نے بتایا ہے انگلستان سے قریباً سارے وعدے آگئے ہیں۔ ڈنمارک سے سارے تو نہیں لیکن بہت سے وعدے آگئے ہیں۔ ان کے علاوہ جن ممالک میں احمدی دوست بستے ہیں اور جن میں سے بعض ممالک میں ہماری بڑی مضبوط اور مخلص جماعتیں قائم ہیں اور جن کی طرف سے ہمیں ابھی تک وعدے موصول نہیں ہوئے اور مجلس مشاورت تک وعدوں کا

انتظار ہے وہ مندرجہ ذیل ملک ہیں:۔

(۱) امریکہ (۲) کینیڈا (۳) مغربی جرمنی (۴) ہالینڈ (۵) سوئٹزرلینڈ (۶) سویڈن (۷) سپین (۸) فرانس (۹) یوگوسلاویہ (۱۰) سعودی عرب (۱۱) مصر (۱۲) ترکی (۱۳) ایران (۱۴) مسقط (۱۵) ابوظہبی (۱۶) عدن (۱۷) بحرین (۱۸) کویت (۱۹) قطر (۲۰) دوبئی (۲۱) انڈونیشیا (۲۲) ملائیشیا (۲۳) آسٹریلیا (۲۴) جاپان (۲۵) جزائرفجی (۲۶) ماریشس (۲۷) سباء (۲۸) برما (۲۹) افغانستان (۳۰) مسلم بنگال (۳۱) بھارت (۳۲) تنزانیہ (۳۳) یوگنڈا (۳۴) کینیا (۳۵) نائیجیریا (۳۶) غانا (۳۷) سیرالیون (۳۸) لائبیریا (۳۹) گیمبیا (۴۰) آئیوری کوسٹ (۴۱) لیبیا (۴۲) آسٹریا (۴۳) سینیگال (۴۴) ناروے (۴۵) آئر لینڈ (۴۶) گی آنا (۴۷) ٹرینیڈاڈ (۴۸) سری لنکا (۴۹) شام (۵۰) زیمبیا (۵۱) سوڈان۔

افریقہ کے بعض دوسرے ممالک میں جہاں ہمارے مشن تو نہیں لیکن جماعتیں قائم ہیں۔ ان کے نام دفتر نے مجھے نہیں دیئے وہ بھی انشاء اللہ شامل ہو جائیں گے۔

پس یہ ۵۱ ممالک ہیں ان میں بھی کسی میں تھوڑی اور کسی میں بہت زیادہ احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ انہوں نے ’’نصرت جہاں ریزروفنڈ‘‘ میں حصہ لیا تھا مگر ان کی طرف سے ابھی تک ’’صد سالہ جوبلی فنڈ‘‘ میں وعدے نہیں پہنچے۔ میں نے یہ بھی بتایا ہے کہ پاکستان میں بہت سی جماعتیں ہیں جن کے ابھی تک وعدے نہیں پہنچے۔ اسکے باوجود اسوقت تک اڑھائی کروڑ کی مالی تحریک کے مقابلے میں تین کروڑ تیس لاکھ سے زائد رقم کے وعدے موصول ہو چکے ہیں۔ **فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔**

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اُس نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قُوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں اسلام کی اس نشاۃ ثانیہ کے زمانہ میں ایک ایسی جماعت بنا دی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ یہی وہ جماعت ہے جس کے دل میں یہ تڑپ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو نوعِ انسانی کے دل خدا اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت لئے جائیں اس لئے اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے تو یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اشاعت اسلام کے اس عظیم منصوبہ کیلئے سولہ سال میں پانچ کروڑ سے بھی زائد رقم اکٹھی ہو جائے۔

جہاں یہ بڑی خوشی کی بات ہے وہاں ان ممالک کی تعداد پر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمارے لئے فکر کے لمحات بھی پیدا ہوتے ہیں کہ ابھی دنیا میں بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں ہماری منظّم جماعتیں اور مشن قائم نہیں ہوئے۔ اسی لئے اس منصوبے کے ایک ابتدائی حصّے کی رُو سے یہ تجویز تھی کم از کم سو زبانوں میں (یعنی دُنیا کے مختلف ملکوں میں بولی جانے والی مختلف سو زبانوں میں) اسلام کی بنیادی تعلیم کے تراجم کر کے بیرونی ملکوں میں کثرت سے اشاعت کی جائے اور اس ذریعہ سے وہاں کے باشندوں کی تربیت و اصلاح اور ان کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کی جائے۔

''صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ'' میں اب تک جو وعدے ہوئے ہیں ان کے متعلق باہر سے خطوط کے ذریعہ دوست پوچھتے رہتے ہیں کہ ان کی ادائیگی کا کیا طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کیا وہ ہر سال کا اپنا سولہواں حصہ دیں یا کوئی اور شکل ہو۔ چنانچہ میں اس بارے میں سوچتا رہا ہوں اگرچہ قانون تو اندھا کہلاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو تو سُوجا کھا اور صاحبِ بصیرت اور صاحبِ بصارت بنایا ہے۔ میں نے سوچا کہ مختلف شکلوں میں لوگوں کو روپیہ ملتا ہے یعنی آمدنی کی شکلیں مختلف ہیں۔ انسانوں کا ایک گروہ تو وہ ہے جس کے ہر فرد کی ماہانہ آمد بندھی ہوئی ہے مثلاً کہیں نوکر ہیں یا مزدور ہیں اسلئے نوکری کی تنخواہ یا مزدوری کے علاوہ کوئی اور ذریعہ آمد نہیں ہے۔ ایک معین رقم ہے جو ہر ماہ ان کو مل جاتی ہے اور بس۔ ایسے لوگوں سے تو میں یہ کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو جتنی بھی توفیق عطا فرمائی ہے اور انہوں نے اسکے مطابق اِس فنڈ میں وعدے کئے ہیں وہ اپنے وعدہ کو سولہ پر تقسیم کر دیں۔ اِس طرح ہر سال کا جو حصہ بنے گا اُسے وہ سال کے بارہ مہینوں پر تقسیم کر کے ماہ بماہ اپنا وعدہ دیتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے مال میں برکت ڈالتا چلا جائے گا۔ اس طرح شاید ان کو اس سے زیادہ دینے کی توفیق مل جائے جتنا وہ آج سمجھتے ہیں کہ وہ دے سکتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی ذات عزّوجل سب خزانوں کی مالک ہے۔ اسکی رحمتیں ہماری قربانیوں اور ایثار کا انتظار کر رہی ہیں کہ کب ہم عاجزانہ قربانی اور ایثار کے ساتھ اُس کے حضور جُھکتے اور اس سے اس کی رحمتوں کو حاصل کرتے ہیں۔

غرض وہ لوگ جن کی ماہانہ بندھی ہوئی آمد ہے وہ ماہانہ کے حساب سے ادائیگی کریں گے

تاکہ اُن کو بعد میں پریشانی لاحق نہ ہو۔ پس یہ قاعدہ تو ان لوگوں سے متعلق ہے جن کی ماہوار آمد بندھی ہوئی اور مقرر ہے لیکن باقی لوگ جن کی آمدنیوں کے ذرائع اور طریق مختلف ہیں اُن کے متعلق بھی اصولاً یہی قاعدہ ہوگا کہ وہ ہر سال اس سال کا جو حصّہ بنتا ہے وہ ادا کردیں گے لیکن چونکہ اس مالی منصوبہ کیلئے پورے سولہ سال نہیں بلکہ پندرہ سال اور کچھ مہینے ہیں اس لئے پہلے دو سال کا جو وعدہ ہے وہ دو سال کی نسبت سے یعنی کُل وعدہ کا ۱/۸ حصّہ ۲۸ رفروری ۱۹۷۵ء سے پہلے ادا ہو جانا چاہیئے اور اسکے بعد دوست سال بسال عام قاعدے کے مطابق ادا کریں گے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے ایک تو ماہ بماہ ادا کرنے والے ہونگے اور دوسرے دیہات میں بسنے والے زمیندار اور بعض دوسرے لوگ بھی ہونگے جن کی رہائش دیہات میں ہے، ان کی آمد عام طور پر ششماہی کے حساب سے ہوتی ہے (یعنی سال میں دوبار آمد ہوتی ہے) اگر وہ خیال کریں کہ سال میں آمد کے دو موقعوں پر ادا کریں گے تو اس لحاظ سے ۱/۳۲ ہو جائیگا۔ گویا وہ ہر آمد یا ہر فصل کی پیداوار کے موقع پر ۱/۳۲ اور ہر سال ۱/۱۶ ادا کریں گے سوائے پہلے سال کے جس میں انہوں نے چار فصلوں کی آمد کے لحاظ سے اپنے وعدے کا ۱/۱۶ ادا کرنا ہے۔ ان کے علاوہ تاجر پیشہ لوگ ہیں، ڈاکٹر ہیں، وکیل ہیں، انجینئر ہیں اور صنعتکار ہیں ان کی نہ معین ماہوار آمد ہے اور نہ قریباً معین ششماہی آمد ہے مثلاً ڈاکٹر ہے کسی ماہ اُسے زیادہ فیس مل جاتی ہے کسی ماہ اُسے کم فیس ملتی ہے۔ اسی طرح آزاد انجینئر ہے، وکیل ہے، تاجر ہے اور صنعتکار ہے ان کی بندھی ہوئی یا مقررہ آمدنی نہیں ہوتی بلکہ ان کی آمد میں اُتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے۔ ان کی آمد ایک خاص حدّ کے اندر گرتی بڑھتی رہتی ہے۔ کبھی کم ہو جاتی ہے اور کبھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ تاجروں کے لئے مختلف موسم ہیں جو مختلف وقتوں میں آتے ہیں۔

پس میں ان (تاجروں، ڈاکٹروں، وکیلوں، انجینئروں اور صنعتکاروں) سے یہ کہوں گا کہ ہم نے چونکہ کام کی ابتدا ابھی سے کرنی ہے اور چونکہ ابتدائی کاموں کیلئے ہم پر بہت سے ابتدائی اخراجات پڑ جائیں گے۔ اِس لئے وہ ہمّت کر کے شروع میں اپنے اپنے وعدہ کے سولہویں حصّے کی بجائے جتنا زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہوں دیدیں یعنی وہ شرح کا خیال نہ رکھیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جس کو جتنی توفیق عطا فرمائی ہے اتنا ادا کردے تاہم میں اُن کو یہ نہیں کہوں گا کہ وہ اپنے آپ

کو تکلیف میں ڈال کر ایسا کریں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ تکلیف میں پڑے بغیر وہ پہلے سوا سال میں یعنی ۲۸ رفروری ۱۹۷۵ء سے پہلے پہلے اپنے وعدہ کا جتنا زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہوں، وہ دے دیں تاکہ شروع میں جو ابتدائی کام کرنے ہیں وہ کئے جاسکیں کیونکہ ہم ان کاموں کو ۱۶/۱ کی نسبت سے تقسیم نہیں کر سکتے۔ مثلاً میں نے کہا تھا کہ کئی جگہ ہمیں نئے مشن کھولنے پڑیں گے وہاں مسجدیں بنانی پڑیں گی۔ مشن ہاؤسز بنانے پڑیں گے اور کئی اخراجات ہوں گے جو ابتدا میں اُٹھانے پڑیں گے اب مثلاً جہاں مشن ہاؤسز بننے ہیں وہاں ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہم انہیں ۱۶ سال میں مکمل کریں گے اور ہر سال ان پر ۱۶/۱ حصّہ خرچ کریں گے۔ ان پر تو ہمیں جب بھی حالات اور ذرائع میسّر آجائیں گے فوری طور پر خرچ کرنا پڑیگا مثلاً زمین مل جائے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے کی اجازت مل جائے تو وہاں فوراً مکان بنانے پڑیں گے۔ آجکل غیر ممالک میں خصوصاً (اور یہاں بھی عموماً لوگ) جب زمین دیتے ہیں تو شرط لگاتے ہیں کہ اتنے عرصہ کے اندر مثلاً دو سال میں یا تین سال میں جس غرض کیلئے زمین دی گئی ہے اس کیلئے عمارت مکمل کرو۔

غرض ابتدا میں بہر حال نسبت سے زائد خرچ ہونگے اسلئے جماعت میں سے ایک گروہ ایسا نکلنا چاہیئے جو مذکورہ نسبت سے زیادہ ادائیگی کرنے والا ہوتا کہ اشاعتِ اسلام کے کاموں میں کوئی روک پیدا نہ ہو مثلاً قرآن کریم کے تراجم کروانے ہیں ان کو شائع کرنا ہے قرآن کریم تو برکت سے معمور کتاب ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے ہماری روح کی تسکین کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس لئے جہاں تک قرآن کریم کے تراجم کا سوال ہے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ہم قرآن کریم کے ترجمے شائع تو کر سکتے ہوں مگر پھر بھی ۱۶ سال کا انتظار کریں۔ جب بھی خدا تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی ہم بہر حال ان کی اشاعت کریں گے تا کہ ان ممالک میں جہاں وہ زبان بولی جاتی ہے وہ علاقے اسلام کی روشنی سے منوّر ہوں۔ یہی ہماری اصل غرض ہے جس کیلئے جماعت کو مالی قربانیوں میں حصہ لینے کی تحریک کی جاتی ہے۔

پس چونکہ بنیادوں کو تو ہم نے بہر حال مضبوط کرنا ہے اس لئے ہم نے کام شروع کرنے میں انتظار نہیں کرنا۔ اس لئے جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی ہے اپنا سارا وعدہ ادا کرنے کی وہ سارا دے دیں اور پھر آنے والے سالوں میں تھوڑی بہت جتنی بھی خدا توفیق دے وہ دیتے چلے

جائیں یا ۱/۱۶، ۳ یا ۴/۱۶ دے دیں۔ مگر وہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالیں کیونکہ اس کی بھی ہمیں اجازت نہیں ہے۔ بعض دفعہ اس طرح اس قسم کی تنگی پیدا ہو جاتی ہے جو انسان کیلئے ابتلاء کا موجب بن جاتی ہے۔ اسلئے وہ دوست جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے یا اچانک اُن کی آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو گیا ہے وہ آگے بڑھیں اور خود کو تکلیف میں ڈالے بغیر نسبت کے لحاظ سے نہیں بلکہ جو ضرورت ہے اس عظیم منصوبہ کی اس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے پہلے سال جتنا زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہیں، دے دیں۔

غرض اصولاً تو سوائے پہلے سوا سال کے جس میں ہر ایک کو اپنے وعدہ کا ۲/۱۶ حصّہ ادا کرنا ہے ہر سال ۱/۱۶ کے حساب سے ادائیگی ہونی چاہیئے۔ بندھی ہوئی آمدنی والے دوستوں کیلئے سہولت اسی بات میں کہ وہ ہر ماہ اس نسبت سے ادا کر دیا کریں۔ دیہاتوں میں رہنے والے دوست کو جن کی عام طور پر سال میں دو دفعہ برداشت ہوتی ہے اور آمد کا ذریعہ پیدا ہوتا ہے وہ ان دو موقعوں پر کم از کم ۱/۱۶ ہر سال دے دیا کریں مگر پہلے سوا سال میں ۲/۱۶ کے حساب سے ادا کریں۔ تیسرے وہ دوست ہیں جن کی آمد کبھی بڑھ جاتی ہے اور کبھی کم ہو جاتی ہے مثلاً وکیل یا تاجر پیشہ لوگ ہیں یا صنعتکار ہیں جو ملک کی اقتصادی ضرورتوں کو پُورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اگر اور جب اللہ تعالیٰ اُن کے رزق میں فراخی کے غیر معمولی سامان پیدا کر دے (میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ایسا ہی کرے) تو وہ نسبت سے ادائیگی کا انتظار نہ کریں بلکہ تنگی میں پڑے بغیر جتنا زیادہ سے زیادہ دے سکتے ہوں، دیدیں۔ اس طرح ہمارے کام شروع ہی سے تیز سے تیز تر ہوتے چلے جائیں گے اور ہمارا یہ جو منصوبہ ہے جس کی کامیابیوں کی شکل اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نتیجہ میں سولہ سال بعد ظاہر ہونی ہے، اِس میں عظمت اور شان پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ ہم نے اپنے خون اور پسینے کی کمائی سے، ہم نے اپنے جذبات کی قربانیوں سے، ہم نے اپنی جانوں کی قربانیوں سے اور ہم نے دنیا والوں سے دُکھ اُٹھا کر خدا تعالیٰ کے حضور سب کچھ پیش کرنے کے نتیجہ میں اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا کرنے ہیں۔ اس لئے ہماری جو ذمہ داریاں ہیں وہ کسی وقت بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہیں ہونی چاہئیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی بشارتیں پوری ہوں اور اس کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں۔ ہم عاجز بندے ہوتے ہوئے

بھی پورے وثوق اور توکل کے ساتھ یہ امید رکھتے ہیں کہ جتنی ہماری کوشش ہے اللہ تعالیٰ کا فضل اس سے ہزار گنا لاکھ گنا بلکہ کروڑ گنا زیادہ نتائج نکال دے گا اور ایسا ہی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ ایک منصوبہ ہے اور بڑا پھیلا ہوا منصوبہ ہے اسلئے اس کا حساب رکھنے کی بھی شروع ہی سے فکر کرنی چاہئیے۔ اس کیلئے ابھی باقاعدہ دفتر تو نہیں کھلا لیکن میں نے ایک دوست کو اپنے ساتھ معاون کے طور پر لگایا ہوا ہے اُن کو میں نے یہ ہدایت کی ہے کہ جس طرح لائبریری میں کتب کے کارڈ ہوتے ہیں اسی قسم کی کیبنٹ (چھوٹی سی الماریاں) بنا کر شروع ہی سے اس میں اپنا پورا ریکارڈ رکھیں مثلاً کراچی ہے۔ یہ ''ک'' کے نیچے آجائے گی اور پھر اس کے نیچے حروفِ تہجی ہی کے لحاظ سے دوستوں کے نام آجائیں گے۔ اس طرح ریکارڈ مکمل ہو جائیگا۔ اگر شروع ہی سے حساب باندھ دیا جائے تو آسانی رہتی ہے لیکن اصل جو ریکارڈ ہے حساب وغیرہ رکھنے کا یا رجسٹر وغیرہ مکمل کرنے کا اس کا انتظام ضلع کی جماعتوں کو کرنا چاہیئے۔ اگر ضلعی نظام سہولت سے ایسا کر سکے تو انہیں ضرور کرنا چاہیئے اگر نہ کر سکے تو پھر بڑی جماعتوں کو آزادانہ طور پر یہ کہا جائے کہ جس طرح وہ دوسرے چندوں کے حساب رکھتے ہیں اسی طرح یہ حساب بھی رکھیں لیکن نگرانی ضلعی نظام کرے تا کہ حسابات شروع سے بالکل صاف اور ستھرے ہوں۔ کسی وقت بھی ہمیں یہ پریشانی نہ ہو کہ دس پندرہ دن تک پانچ سات آدمی لگیں گے تب حساب کی صحیح شکل ہمارے سامنے آئے گی۔ پس جس طرح شروع ہی سے حساب باندھا جاتا ہے (اور اس میں بھی انسانی عقل کافی ترقی کر چکی ہے) اس طرح اس کا بھی حساب رکھا جائے اور یاددہانیاں کرائی جائیں ''ذَکِّرۡ'' کے حکم کے ماتحت، لوگوں کے دلوں میں بشاشت پیدا کی جائے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق اور جماعت کو اُن کی قربانیوں اور ایثار کی طرف توجہ دلائی جائے حکمت کے ساتھ اور اسی طرح انہوں نے خدا کی راہ میں جو تکالیف برداشت کرنی ہیں وہ بھی ان کے سامنے لائی جائیں اور اسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو بشارتیں دی ہیں وہ بھی اُن کو بتائی جائیں تا کہ دل میں بشاشت اور انشراح صدر پیدا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک عظیم مہم ہے جو آسمانوں سے چلائی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی تحریک ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا نہ احمدیت کے باہر کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے اور نہ احمدیت کے اندر خدا تعالیٰ کے

حکم کے بغیر کوئی اس کا تصور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم منصوبہ بنایا اور اس نے جماعت احمدیہ جیسی کمزور جماعت کو کھڑا کر کے کہا کہ میں تجھ سے یہ کام لوں گا۔ غلبۂ اسلام کا یہ منصوبہ ہے کہ نوع انسانی میں اتنا بڑا اور کوئی منصوبہ نہیں ہے اس لحاظ سے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ نوع انسانی کیلئے جن برکات کا سامان پیدا کیا گیا تھا ان برکات کو ہر فرد بشر تک پہنچانا ہے اور کامیابی کے ساتھ ان کے دل کو جیتنا ہے یعنی یہ وہ منصوبہ ہے جس کی ابتدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود سے ہوئی اور جس کی انتہا بھی آپ ہی کی قوت قدسیہ اور روحانی برکات کے ساتھ مہدی معہود کے ذریعہ مقدر ہے۔

پس یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جو دنیا میں تبلیغ اسلام اور اشاعتِ قرآن کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ انسان جب اس بارے میں سوچتا ہے تو اس کا سر چکرا جاتا ہے۔ اگر ہمیں خدا تعالیٰ کا پیار نہ ملتا اگر ہم اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو اپنی زندگیوں میں مشاہدہ نہ کرتے اور اگر ہمارے دماغ میں یہ خیال نہ ہوتا کہ ہم دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صرف اللہ تعالیٰ کی تائید اور اس کی نصرت ہی سے جیت سکتے ہیں تو ہم بھی خود کو پاگل سمجھنے لگتے لیکن اللہ تعالیٰ کے جس پیار کے نمونے ہم نے اپنی زندگیوں میں خود اپنے وجود میں مشاہدہ کئے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اور اس علمِ حقیقی کے حصول کے بعد کہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے اور تمام خزانوں کا مالک ہے اور حکم اسی کا چلتا ہے اور وہ اپنے حکم پر اور اپنے امر پر غالب ہے۔ ہم اس علم ومعرفت کے بعد اپنی کمزوری اور عاجزی پر نگاہ ڈالنی چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم آسمانوں کی طرف اپنی نگاہ کو اٹھاتے اور اس قادر وتوانا خدا کی قدرتوں کے متصرفانہ جلوے دیکھ کر خدا پر توکل کرتے ہوئے اعلان کر دیتے ہیں کہ ایسا ہو جائے گا۔ ورنہ ہم کیا اور ہماری طاقت کیا؟ بظاہر یہ ناممکن ہے لیکن خدا نے آج آسمانوں پر یہی فیصلہ کیا ہے کہ اس کی تقدیر سے یہ بات بظاہر ناممکن ہونے کے باوجود بھی ممکن ہو جائے گی اور دنیا کے دل خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جیت لئے جائیں گے۔

ایک نیا دور نئی صدی میں شروع ہونے والا ہے۔ میں نے بتایا ہے پہلی صدی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لئے ہے اور دوسری صدی غلبۂ اسلام کی صدی ہے۔ اب یہ صدی اور آئندہ

آنے والی صدیاں مہدیٔ معہود کی صدیاں ہیں کسی اور نے آکر نئے سرے سے اشاعتِ اسلام کے کام نہیں سنبھالنے یہ مہدی ہی ہے جو اسلام کی اس نشأۃ ثانیہ میں اسلام کے جرنیل کی حیثیت میں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک محبوب روحانی فرزند کی حیثیت میں دنیا کی طرف بھیجا گیا ہے جماعتِ احمدیہ کی پہلی صدی بھی اسلام کے جرنیل کی حیثیت سے مہدی معہود کی صدی ہے اور دوسری صدی بھی مہدیٔ معہود کی صدی ہے جس میں اسلام غالب آئے گا اس کے بعد تیسری صدی میں تھوڑے بہت کام رہ جائیں گے اور وہ جیسا کہ انگریزی میں ایک فوجی محاورہ ہے Moppling up operation (یعنی جو چھوٹے موٹے کام رہ گئے ہوں اُن کو کرنا) جب تیسری صدی والے آئیں گے وہ خود ہی ان کاموں کو سنبھال لیں گے لیکن ہم جن کا تعلق پہلی اور دوسری صدی کے ساتھ ہے کیونکہ میرے سامنے اس وقت بھی جو چھوٹی سی جماعت کا ایک حصّہ بیٹھا ہوا ہے اُن میں سے بہت سے وہ ہوں گے بلکہ میرا خیال ہے یہاں بیٹھنے والوں کی اکثریت وہ ہوگی جو اسی دلیری اور شجاعت اور فرمانبرداری اور ایثار کے جذبہ کیساتھ پہلی صدی کو پھلانگتے ہوئے دوسری صدی میں داخل ہوں گے اور خدا تعالیٰ کے حضور دینی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں گے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نظارے دیکھنے والے ہوں گے کہ اسلام کے غلبہ کیلئے دوسروں کے دلوں میں بھی کوئی شک اور شبہ نہیں رہا۔

ہمارے دلوں میں تو آج بھی نہیں ہے لیکن دنیا کی اکثریت بلکہ مسلمانوں کی اکثریت بھی اس شبہ میں ہے کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ اسلام ساری دنیا پر غالب ہوجائے۔ اُن کو یہ نظر نہیں آرہا کہ اسلام کے غلبہ کے سامان پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ ہم خدا کی رحمت سے مہدی معہود کے زمانے کو پانے اور آپ کو شناخت کرنے والے ہیں، ہمیں یہ نظر آرہا ہے اُن بشارتوں کو پورا ہوتے دیکھ کر جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے دی گئی ہیں اور خدا کے اس سلوک کو دیکھ کر جو اس کا جماعت سے ہے اور خدا تعالیٰ کے ان معجزات کو دیکھ کر جو ہمارے بڑوں اور ہمارے چھوٹوں نے دیکھے ہیں اور جو ہمارے مغرب اور ہمارے مشرق اور ہمارے شمال اور ہمارے جنوب میں ظاہر ہو رہے ہیں ہم علیٰ وجہ البصیرت اس مقام پر کھڑے ہیں کہ غلبۂ اسلام کا زمانہ آگیا اور یہ زمانہ مہدی معہود کا زمانہ ہے اور وہ صدی جس میں عملاً اسلام دنیا میں غالب آنا شروع ہوجائے

گا وہ شروع ہونیوالی ہے اس سے پہلی (یعنی موجودہ) صدی میں اسلام کے عظیم محل اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم قلعے کی عمارت کو بنانے کیلئے جن مضبوط بنیادوں کی ضرورت تھی وہ تیار ہوتی رہیں۔ اب صدی ختم ہورہی ہے۔ قریباً سولہ سال باقی رہ گئے ہیں۔ گویا پہلی صدی میں قربانیاں دینے کے لحاظ سے ایک آخری دھکا لگانا رہ گیا ہے اس کے لئے یہ ۱۶ سالہ سکیم بنائی گئی ہے تاکہ اسلام کے غلبہ کے سامان جلد پیدا ہوں۔

پس اسلام تو انشاء اللہ خدا کے فضل اور اس کی رحمت سے ساری دنیا پر غالب آئے گا۔ دوسرے مذاہب اسلام کے عالمگیر غلبہ کا ابھی احساس نہیں رکھتے البتہ اپنی موت کا احساس ان کے اندر پیدا ہوگیا ہے اگر دوسرے سارے مذاہب نے مٹ جانا ہے اور اگر اسلام نے بھی غالب نہیں آنا تو پھر دنیا سے مذہب مٹ جائے گا اور اس کی جگہ دہریت آجائے گی جو لوگ اس وقت دہریہ ہیں وہ اسی زعم میں ہیں۔ اُن کا یہ خیال ہے کہ اب وہ دنیا پر غالب آجائیں گے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی بہت بڑی مادی اور فوجی طاقت ان کے ہاتھ میں ہے اور دنیا کی مجموعی دولت کا ایک بڑا حصہ ان کے پاس ہے اس لئے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی طاقت کی وجہ سے اور اپنی دولت کے نتیجہ میں دنیا پر غالب آجائیں گے مگر ہم جو ایک کمزور جماعت کی طرف منسوب ہونیوالے ہیں ان کی باتوں کو سنتے اور ان کی جہالت پر مسکراتے ہیں کیونکہ ساری دُنیا کی مادی طاقتیں اور مادی دولتیں مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے مقابلہ میں ایک سیکنڈ کے لئے بھی کھڑی نہیں ہوسکتیں۔ غلبۂ اسلام کا یہ منصوبہ جو صدیوں پر پھیلا ہوا نظر آتا ہے یہ اتنا لمبا اسلئے نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک سیکنڈ میں ایسا نہیں کرسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اگر میں ساری دنیا کو دین واحد پر جمع کرنا چاہتا تو اس کیلئے میرا حکم دینا کافی تھا لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا کہ وہ بندوں کو ایک مخصوص دائرہ کے اندر آزاد چھوڑ دے اور ایسے سامان پیدا کرے کہ وہ رضا کارانہ طور پر دوڑتے ہوئے اس کی طرف آئیں اور محبت الٰہیہ کو حاصل کریں اور اس طرح وہ اُس ”شلجم“ سے کہیں زیادہ اللہ کے مقرب بن جائیں جو ایک ترکاری ہے اور خدائی مشیت کے تحت خدا کی رحمت کو حاصل کرتی ہے۔ ظاہر ہے شلجم کے اندر جو غذائی خاصیتیں ہیں اُن کو اس نے اپنے زور سے حاصل نہیں کیا خدا نے کہا کہ شلجم کے اندر یہ یہ خاصیتیں پیدا ہوجائیں وہ پیدا ہوگئیں اب اگر

انسان کی بھی یہی حالت ہوتی اگر وہ بھی ایک ’’کُن‘‘ کے حکم پر جبراً مسلمان ہوجاتا ہے یعنی جس طرح شلجم پر جبر ہے خدا کی طاقت نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تو میری معین کردہ حدود سے باہر نہیں جا سکتا یا مٹر ہے یا جانوروں میں سے مثلاً گھوڑا ہے یا بیل ہے یا اونٹ ہے یا سمندری جانور ہیں یا درخت ہیں پھلدار اور دوسرے کام آنے والے یا سمندر ہیں دریا ہیں یا فضا ہے۔ سورج ہے اور اس کی روشنی ہے یہ سب قانونِ قدرت میں بندھے ہوئے ہیں لیکن اپنے اپنے دائرہ میں بندھے ہوئے ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کر رہے ہیں۔ اگر حیّ و قیوم خدا اُن پر اپنی رحمت کا سایہ نہ ڈالے رکھتا تو ایک سیکنڈ کے لئے بھی ان کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوتا لیکن جو رحمت اس نے انسان کیلئے مقدر کر رکھی ہے اس میں اور اس رحمت میں جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے زمین اور آسمان کا فرق ہے ایک وہ رحمت ہے جو خدا کی رضا کے حصول کیلئے انسان کی رضا کارانہ اور عظیم اور مقبول جدو جہد کے نتیجہ میں آسمانوں سے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے پیار اور محبت کے ساتھ اپنے بندہ کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیتا ہے۔ اس رحمت کا مقابلہ دوسری رحمتوں کے ساتھ جن کے مورد عموماً نباتات اور جانور وغیرہ ہوتے ہیں نہیں ہوسکتا۔ گویا اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس دنیا میں ہر وجود جو نظر آتا ہے۔ کبھی موجود ہوا۔ اب ہے یا آئندہ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر نہ تو وجود میں آسکتا تھا، نہ نشوونما حاصل کر سکتا تھا اور نہ وہ فائدہ مند چیز بن سکتا تھا لیکن یہ اور قسم کی مربیانہ رحمتیں ہیں جو اس کائنات کی ہر چیز میں نظر آتی ہیں۔ انسان کیلئے ابدی رحمت مقدر ہے اسلئے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ اس کی عبادت میں ہمہ تن مشغول رہ کر اس کی رحمتوں سے حصہ لے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ایک لمبا عرصہ تک ایسے سامان پیدا کئے کہ انسان ارتقائی مدارج طے کرتا ہوا اس دور میں داخل ہو جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدر تھی اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد اور مشن پورا ہونا تھا اور جس کی انتہا اس بات پر ہونی تھی کہ دنیا کا ہر انسان اپنے خدا کی معرفت حاصل کر چکا ہو اور اس کی رحمت سے اس کے پیار سے اس کی رضا سے اس دنیا میں بھی اور اس (آخری) دُنیا میں بھی اس کی جنتوں سے حصّہ لینے والا ہو۔

پس بڑا عظیم کام ہے جو ہونا ہے۔ بڑا عظیم کام ہے جس کی تکمیل کیلئے اس کی ساری عظمتوں

کے باوجود میرے اور تمہارے جیسے کمزور کندھوں کو چنا گیا ہے ہمیں اس کے لئے قُربانیاں دینی ہیں۔ یہ ہمارا کام ہے ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ ہم اس وقت خدا کے حضور پیش کرتے ہیں وہ فی ذاتہٖ کوئی چیز نہیں کیونکہ اسلام کے مخالفین میں سے ایک ایک آدمی اسلام کے خلاف چلنے والی مہموں کیلئے بسا اوقات پانچ پانچ کروڑ روپے دے سکتا ہے۔ پس سوال پانچ کروڑ روپے کا نہیں یا دس کروڑ روپے کا نہیں سوال تو یہ ہے کہ کس اخلاص کے ساتھ کس جذبہ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے کس پیار کے نتیجہ میں اور وفا کے کس جذبہ کے ساتھ ہم نے اپنی حقیر قربانیاں اس کے حضور پیش کیں جسے قبول کر کے اس نے اپنی قدرت کی تاروں کو ہلایا اور دنیا نے یہ سمجھا کہ جماعت احمدیہ نے یہ قربانیاں دیں اور اسلام غالب آیا حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ جماعت احمدیہ کا وجود اپنی تمام قربانیوں کے باوجود ایک ذرہ ناچیز سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے اس مادی دنیا میں تدبیروں میں چھپے ہوئے ظاہر ہوتے ہیں اس نے ایک تدبیر کی اور اس کی تدبیر ہی ہمیشہ غالب آیا کرتی ہے۔ اس کے مقابلے میں جو تدابیر کی جاتی ہیں وہ غالب نہیں آیا کرتیں۔۔ پس دعاؤں کے ساتھ قربانیوں کے ساتھ ایثار کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جُھکتے ہوئے ہم نے اشاعت اسلام کے اس عظیم منصوبہ کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ اس سلسلہ میں میرے ذہن میں کچھ نفلی عبادتیں بھی ہیں۔ محض پانچ کروڑ روپے کی تو خدا کو ضرورت نہیں اور نہ ہی اس کو نوافل کی ضرورت ہے لیکن ہمیں ہر چیز قربان کرنے کی ضرورت ہے اسلئے جہاں تک نفلی عبادتوں کا سوال ہے اسکے متعلق انشاء اللہ میں اگلے خطبہ میں بتاؤں گا کہ اس عرصہ (یعنی ۱۶ سال) میں خدا تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کرنے کیلئے ہمیں کیا کیا اور کتنی کتنی نفلی عبادتیں کرنی چاہئیں۔

غرض ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں مالی قربانیوں کی بھی توفیق دے اور نفلی عبادتوں کی بھی توفیق دے اور پھر اپنے عاجز بندوں کی ان نہایت ہی حقیر کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے اپنے وعدہ کے مطابق نہایت ہی عظیم الشان نتائج نکال دے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰ رفروری ۱۹۷۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

❀❀❀